

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸؍ ۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب
} ایڈیٹرز

میو منزل وارث روڈ۔ لاہور

پادری ڈبلیو جے۔ کلارک صاحب
ایم۔ اے لامیرس روڈ۔ لاہور۔ مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے۔ اور مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۱ نومبر ۱۹۲۴ء	نمبر ۴۷

غزل

(از قلم مولینا نصیر الدین صاحب نصیر کرنالوی)

دلِ وحشی مرا شیدا ہوا ہے اُس پری رو کا
شبِ یلدائے ہجراں پر ہو سایہ جس کے گیسو کا

سرشکِ چشم نے برسات کا پیہ آکیا موسم
شرار آہِ سوزاں رنگ دکھلاتا ہے جگنو کا

بجائے گوہرِ شاہوار پیدا ہو دلِ مضطر
صدف کے پیٹ میں جائے جو قطرہ میرے آنسو کا

ذرا گورِ غریباں کی علو شان تو دیکھو
ہماری قبر پر ہے شامیانہ چرخِ مینو کا

عدو عالی دماغوں کا خود آخر خوار ہوتا ہے
اُسی کے منہ پر آیا تھوک جس نے چاند پر تھوکا

کہا اُس سرو قد نے اشکبار آنکھوں کو پاس آکر
تماشا آج دکھلاتا ہوں میں سرو لبِ جو کا

نصیر آتی ہے جب سر پر اجل حکمت نہیں چلتی
اسی جا ناطقہ ہے بند لقمان و ارسطو کا

غزل

عشقِ تو گر از دلم بیروں شود
از عبادت گر جُدا مضموں شود

راہ ندادا گر درونِ خلوتم
گر خیالش از دلم بیروں شود

دودِ آہم گر کشد سر بر فلک
مہر و مہ ناپید در گردوں شود

از نگون بختیِ من حرفے مپرس
گر نویسم من الف آں نوں شود

ہر کہ در وصفِ مسیح راند سخن
ہمچو حشمت شعر او موزوں شود

حشمت

پہاڑ اور آبشار یا جھرنا

ہم ماسٹر ہنچنسن کو اس قدرتی نظارے کی تصویر کھینچنے کے لئے مرحبا کہتے ہیں۔ ایڈیٹر

پہاڑوں کے دلکش مناظر سے روح پر ایک شاعرانہ کیفیت طاری ہوتی تھی اور غنچے چٹک چٹک کر اپنی مست اور دلکش خوشبو سے دل و دماغ معطر کئے دیتے تھے اور دل و دماغ متوالے ہوئے جاتے تھے۔ ہجومِ مُسرت نے جذباتِ لطیف کا ایک چشمہ سا کھول دیا تھا۔ پہاڑ کالے دیو کی طرح کھڑا تھا۔ اُس کے آس پاس بہت سی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں۔ سورج کی صاف شفاف مُنور کرنیں پہاڑ کی چوٹیوں سے ٹکرا کر ایک نہایت ہی دلفریب سنہری رنگ پیدا کرتی تھیں۔

تمام پہاڑ اوپر سے نیچے تک گنجان جنگل سے ڈھکا ہوا تھا۔ جابجا گپھائیں۔ کندرائیں۔ جھرنے۔ خوشنما بیلیں۔ اور جھاڑیوں سے چھپے ہوئے گہرے پانی کے تالے تھے۔ بعض بعض مقامات ایسے تھے کہ جن تک چڑھ کر پہنچنا بہت دشوار تھا۔ پہاڑ کے اوپر ایک نہایت شفاف اور صاف پانی کا گنڈ تھا۔ ان میں بے شمار کنول کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ پہاڑ کے اوپر جنگل تھا اور وہ شیر۔ ریچھ وغیرہ کئی خوفناک جانوروں کا مسکن تھا۔ پہاڑ کی ترائی میں پچھم کی طرف جھرنا بہتا تھا۔ اُس کا پانی نہایت صحت بخش تھا۔ جھرنا تھا یا چشمۂ آبِ حیات۔ جھرنے کے پانی کی آواز سے ایک دلاویز و پُرلطف نغمہ کے سُر نکل رہے تھے۔ سہاونی صبح تھی اُس کی دلفریبیاں آنکھوں میں منعکس ہوکر ایک پُر سرور نظارہ کی بہار دکھا رہی تھیں۔ درختوں پر عموماً خوشنوا طیور چہچہاتے تھے۔ تالاب میں کنول کے سُرخ پھول سطحِ آب پر شبنم کی چادر اوڑھ کر لال پری بن رہے تھے اُس کے حاشیے پر دُرِ شبنم کی دُر فشاں جھالر لٹک رہی تھی۔ پودے پودے پر غضب کا عالم تھا۔ اُس جھرنے کے پاس ایک نہایت خوبصورت رنگ کی قنقن ...

بنی بیٹھی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی چابک دست سنگتراش نے سنگِ مرمر کی ایک مورتی بنا کر رکھ دی ہے اُس کے بھونرے کی طرح کالے کالے بال شانوں پر صبح کی ہوا سے لہرا رہے تھے اُس کے جسم پر صرف ایک سفید ساڑھی تھی۔ دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ آسمانی دیوی دھیان میں محو ہو کر تپیا کر رہی ہے۔ اُس پر فضا پہاڑ پر سورج کی زور دار کرنیں پھولوں سے گلے مل رہی تھیں۔ درختوں کے سر پر روشنی کی سنہری چادر لہراتی تھی۔ وہ لڑکی اپنے خیالات میں اس قدر مستغرق تھی۔ یکایک پیچھے سے کسی نوجوان شخص نے پکارا۔ جو کہ اُس کا بھائی تھا لڑکی جوں کی توں بیٹھی رہی۔ پھر آواز دی۔ وہ اس قدر مستغرق تھی کہ اُسے ذرا بھی خبر نہ ہوئی۔ اتنے میں وہ نوجوان زور سے کھل کھلا کر ہنس پڑا لڑکی چونک پڑی اور اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اِدھر اُدھر حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگی۔ لڑکی نے کہا بھیا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مجھے آواز دی تھی۔ میں نے آپ کی آواز نہیں سُنی۔ جس طرح ڈالی پھولوں اور پھلوں کے بوجھ سے جھک جاتی ہے بس اُسی طرح اُس کی گردن شرم وحیا سے جھک گئی۔ لڑکی نے پُر محبت لبوں سے کہا کہ بھیا آج میں اس جھرنے میں نہا دھو کر یہاں ہی بیٹھ گئی۔ خوشنوا طیور اپنی ترانہ سنجیوں سے دل کو اپنی طرف کھینچنے لگے۔ اُن کی زمزمہ سنجیوں نے مجھے اپنے خیالات میں مستغرق کر دیا۔ نوجوان نے کہا میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم اس وقت کیا سوچ رہی تھیں۔ لڑکی نے جواب دیا بھیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ یہ جھرنا بغیر آرام لئے متواتر پانی کی دھار گرایا کرتا ہے۔ میں سوچنے لگی کہ کل رات کو جب میں خوابِ بستر میں بے خبر تھی اور رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی نے جب چاروں طرف تاریکی کا پردہ ڈال رکھا تھا۔ تب بھی یہ جھرنا جھر جھر کرتی ہوئی پانی کی دھار گرا رہی تھی اُس وقت نہ کوئی دیکھتا تھا تاہم یہ یکسوئی سے اپنے کام میں مستعد تھی ہم جب یہاں رہتے ہیں اور جب نہیں رہتے اُس وقت بھی یہ برابر اپنے کارِ مفروضہ میں مصروف رہتی ہے لیکن جب ہم لوگوں کی پیدائش نہ تھی اُس وقت بھی اُس کا یہی حال تھا جب ہم سفرِ زندگی ختم کر کے منزلِ مقصود پر پہنچ جائینگے تب بھی یہ پانی گرتا رہیگا بہت سوچنے پر بھی یہ معلوم نہ کر سکی کہ اس جھرنے نے کس کس یُگ سے جھر جھر کا پاٹ شروع کیا ہے۔ اُس وقت سے آج تک اُسے نہ آرام ملا نہ پیار ہوا نہ آئندہ امید کی جا سکتی ہے یہ کہتے کہتے لڑکی نے ایک گہری سانس لی اور چپ ہو گئی نوجوان بھی جھرنے کے پاس گیا اور دھار کی طرف غور سے دیکھنے لگا کچھ دیر تک دونوں چپ چاپ کھڑے رہے کسی کے منہ سے ایک بات تک نہ نکلی تھوڑی دیر بعد لڑکی پھر بولی۔ بھیا! جھرنے کا یہ جھر جھر سُنکر میرا دل بیتاب ہوا جاتا ہے طبیعت غمگین ہوتی ہے۔ اور ایک نہایت ہی بار یک حسِ خلش درد کلیجہ میں اُٹھتا ہو۔ دل میں بے شمار خیالات موجزن ہوتے ہیں۔ مجھے اپنے پر خود ہی نفرت ہوتی ہو سوچتی ہوں کہ ہائے ہم سب زندہ انسان کیا کر رہے ہیں۔ اور یہ بے جان جھرنا کیا کر رہا ہے۔ یہ نہ رات دیکھتا ہے نہ دن بغیر آرام لئے ہوئے برابر بہہ رہا ہے کوئی دیکھے یا نہ دیکھے۔ کوئی جانے یا نہ جانے۔ کوئی تعریف کرے یا مذمت۔ صدیاں گذر گئیں۔ مختلف سلطنتیں تہ و بالا ہو گئیں بے شمار انسان پیدا ہوئے اور موت کے گود میں جا سوئے مگر جھرنے کی سرگرمی میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ اس کا حوصلہ جوں کا توں ہے دل و جان سے متواتر اپنے فرض کی تعمیل میں سرگرم ہے اسکی آواز میں کیسی دلکشی ہے۔ یہ کہتے کہتے لڑکی چپ ہو گئی ذرا دیر کے بعد پھر بولی۔ بھیا! مجھے رونا آتا ہے کہ ایک معمولی جھرنے میں تو ایسی یکسوئی اور استقلال ہے اور ہم جو دنیا کے افضل ترین مخلوق کہلاتے ہیں کیا کر رہے ہیں۔ ہماری تو اس گُن کی طرف نگاہ بھی نہیں جاتی لڑکی اور کچھ زیادہ نہ بول سکی۔ اُسکی آنکھوں پر آنسوؤں کے گوہر تر ایسے نمودار ہو گئے جیسے کنول کے پتوں پر شبنم نظر آتی ہے۔

راقم۔ ہیزی ماشن سیجنین طالب علم جماعت دہم سہارنپوری

قاضی کی کتاب الصلوٰۃ

بدرگاہ قاضی الحاجات

مسیحی زندگی کی جان مسیحی زندگی کی روح مسیحی زندگی کا سانس دعا ہے۔ جب سولوس کی بابت حنانیاہ نے اپنا خوف خداوند سے بیان کیا تو خداوند نے فرمایا دیکھ وہ دعا مانگتا ہے۔ حنانیاہ کا خوف دور ہو گیا۔ دعا واقعی ایک ایسا جادو ہے جو فوراً مؤثر ہوتا ہے بلکہ اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک ملحد امریکہ میں ایک سفر کے موقعہ راہ بھول کر ایک ایسے جنگل میں جا پڑا۔ جو چوروں اور ڈاکوؤں کے واسطے مشہور تھا۔ گھوڑے پر سوار حیران کہ کیا کرے۔ رات سر پر۔ شام ہو گئی۔ کوئی ٹھکانا نظر نہیں آتا۔ دور سے چراغ کی روشنی نظر آئی۔ اُس طرف چل دیا۔ وہ ایک کٹیا تھی۔ اُس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے ایک بڑھیا نکلی۔ کہنے لگی کہ گھوڑا یہاں باہر باندھ دو اور اندر آ بیٹھو ابھی میرا صاحب آ دیگا تو آپ کو آرام کی جگہ بتا دیگا۔ اُس بڑھیا کی شکل دیکھ کر ملحد کی تو جان قبض ہوئی۔ سمجھا کہ یہ کسی ڈاکو کی کٹیا ہے۔ مگر اب کیا کر سکتا تھا ابھی سوچوں میں تھا کہ وہ بوڑھا بھی آ گیا۔ اُس کی خوفناک صورت دیکھ کر اُس کے رہے سہے بھی ہوش جاتے رہے۔ سمجھا کہ مال بھی گیا۔ جان بھی گئی۔ یہ ضرور ڈاکو ہے۔ اُس بوڑھے نے رسم کے مطابق اُس کی آؤ بھگت کی۔ کھانا کھلایا اور اُسے کہا کہ گھوڑے کو باہر بندھا رہنے دو کوئی خطرہ نہیں اور تم اندر آ جاؤ۔ مگر ملحد کی تو جان پر بنی ہوئی تھی۔ اُس نے انکار کیا کہا کہ میں باہر گھوڑے کے پاس سوؤنگا (دیکھیے صفحہ ۱۱)





نور افشاں

مطبوعہ ۲۱۔ نومبر ۱۹۲۴ء

پنجاب کرسچن کانفرنس کی طرف سے ہز ایکسیلنسی گورنر اور لیڈی ہیلی کا خیر مقدم اور ایڈریس

جملہ ناظرین نور افشاں اس خبر فرحت اثر کو پڑھ کر خوش و خرم ہونگے کہ ۱۵ نومبر کے روز پنجاب کرسچن کانفرنس کی طرف سے ٹاؤن ہال کے میدان میں نہایت خوبی کے ساتھ ہز ایکسیلنسی سر ملکم ہیلی کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای اور لیڈی ہیلی کے خیر مقدم کا انتظام کیا گیا۔ تمام پنجاب کی مسیحی جماعت کے بزرگ اور مسیحی زمیندار پنجاب کی مسیحی جماعت کی نمائندگی کرنے کے لئے فراہم تھے۔ اس کل مسیحی جماعت کو فضیلت مآب جناب والا شان آنریبل راجہ سر ہرنام سنگھ اہلووالیہ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی جالندھر کی اور مسٹر ای مایا داس صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب کی اور مسٹر کے۔ ایل رلیا رام صاحب پریذیڈنٹ پنجاب کرسچن کانفرنس کی اور مس بوس صاحبہ کی حضوری کمال سرفرازی بخش رہی تھی۔ تمام انتظام شاندار اور سنجیدہ تھا۔ کرسچن برز سکوٹ کی موزیکل ڈرل قابل تعریف تھی۔ شام کو چار بجے ہز ایکسیلنسی اور لیڈی ہیلی ٹاؤن ہال گراؤنڈ میں تشریف فرما ہوئے۔ حاضرین ایکدم کھڑے ہوگئے۔ راجہ سر ہرنام سنگھ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی نے مسیحی جماعت کی طرف سے ویلکم ایڈریس پڑھا۔ مسٹر ای مایا داس صاحب ایم۔ ایل۔ سی اور مس بوس صاحبہ نے کیسکٹس ہز ایکسیلنسی اور لیڈی ہیلی کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے ایڈریس کا جواب دیا۔ جس کا لب لباب کسی آئندہ اخبار میں دیا جائیگا۔ اس کے بعد چا پانی ہوئی۔ مسیحی جماعت کے بزرگوں کی ہز ایکسیلنسی اور لیڈی ہیلی سے ملاقات ہوئی ہر ایک ضلع کے مسیحی زمینداروں سے بات چیت کی۔ کرسچن سکاٹ کی موزیکل ڈرل ہوئی قومی گیت گایا گیا۔ پھر ہز ایکسیلنسی اور لیڈی ہیلی تشریف لے گئے۔

ہمیں قوی امید ہے کہ پنجاب کرسچن کانفرنس جس نے اپنی ہستی کو شاندار بنا کر دکھایا ہے۔ اپنی اس قابل رشک شان کو زیادہ وسیع و پائدار بنائیگی۔ پنجاب کے مسیحیوں کی بہتری و بہبودی کی نگہبانی کرنے میں ایک قابل نمونہ جماعت بنکر دکھائیگی۔ ہم پریذیڈنٹ کانفرنس کی بیدار مغزی اور محنت و مشقت اور موقع شناسی کی داد دیتے ہوئے آپ سے متمنی ہیں کہ آپ پنجاب کرسچن کانفرنس سمیت ہم سے غریب مسیحیوں کے لئے کچھ کر دکھائیں۔ پنجابی مسیحیوں کے باہمی اتحاد و یگانگت کی گرہ کو زیادہ کس کر عام مسیحیوں کی فلاح و بہبودی کی طرف کانفرنس کی توجہ کو مبذول فرمائیں کہ وہ ان مسیحیوں کے لئے کچھ کرے۔ ہزاروں کے شمار میں آجتک خانہ بدوش پھرتے ہیں۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کی اور کانفرنس کی رہنمائی کرے کہ آپ کی کوششوں سے مسیحیوں کا وہ گروہ بھی ساحل مراد کو دیکھے جو آج تک بحر نامرادی میں بہا چلا جاتا ہے۔ ہزارہا مسیحیوں کی بابت کلام الہی فرماتا ہے کہ "درو کا وقت گذرا اور گرمی کے ایام تمام ہوئے۔ پر ہم نے رہائی پائی۔"

مسیحیوں کا دنیا سے تعلق

مسیحی دنیا میں سے مسیح کر دیئے گئے ہیں۔ وہ دنیا میں رکھے گئے ہیں تو بھی وہ دنیا کے نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا ان سے عداوت رکھتی ہے۔ پر خدا ان کو دنیا اور شیطان کی برائیوں سے محفوظ رکھتا رہتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح ان کو دنیا میں بھیجتا رہتا ہے۔ تاکہ انجیل کی خوشخبری سنائیں اور دنیا ان کے ذریعہ سے ایمان لائے پولوس رسول لکھتا ہے کہ خدا نہ کرے کہ میں کسی چیز پر فخر کروں سوا اپنے خداوند یسوع مسیح کی صلیب کے جس سے دنیا میرے اعتبار سے مصلوب ہوئی اور میں دنیا کے اعتبار سے۔ یوحنا ۱۷ باب اور گلتی ۶۔ ۱۴ کو

اس دنیا میں مسیحیوں کا حال

اس دنیا میں مسیحی گمناموں کی مانند ہیں۔ مرتے ہوؤں کی مانند ہیں۔ غمگینوں کی مانند ہیں۔ ناداروں کی مانند ہیں۔ ہمارا مخالف کون ہو سکتا ہے۔ ہم ہارے جاتے ہیں۔ ہم جیتے ہیں۔ ہم خداوند کے غلام ہیں۔ ڈرتے کانپتے ہوئے اپنی نجات کا کام کئے جاتے ہیں۔ بھوکے ہوتے ہیں۔ پست ہوتے ہیں۔ جب کمزور ہوتے ہیں مسیح کے ساتھ مر جاتے ہیں۔ تب ہی مشہور ہوتے ہیں۔ جیتے ہیں۔ ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔ بہتیروں کو دولتمند کرتے ہیں۔ سب کچھ رکھتے ہیں۔ دنیا اور جسم اور شیطان کو جیت لیتے ہیں۔ مسیحی جسمانی نہیں ہیں وہ تو روحانی اور خداوند کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔ ان کی ہمیشہ خاطر جمع رہتی ہے۔ سیر اور آسودہ رہتے ہیں بڑھتے جاتے ہیں۔ زور آور ہوتے رہتے ہیں۔ مسیحی تا ابد خداوند یسوع مسیح کے ساتھ جیتے رہینگے۔

(ڈاکٹر آرلسن)

ہندی اتحاد ابھی دور ہے

مہاتما گاندھی نے اپنا سوراجیہ پارٹی سے ملاپ کر کے تشدد کی عدم تعاون تجویز کو کم از کم ایک سال کے لئے التوا میں ڈال کر چھوڑ دیا ہے۔ واقف کار سمجھ گئے کہ حصول سوراج کے لئے مہاتما جی نے عدم تشدد و تعاون کی حکمت عملی کو بیکار اور بے سود پاکر چھوڑ دیا ہے۔ ایک سال کا التوا اسی کے لئے ہے۔ ایک سال کے واقعات نے نامعلوم کونسی صورت پیدا کرنا ہے۔ سوراجیہ پارٹی کے اصولوں کی مشق نے نامعلوم عدم تشدد۔ عدم تعاون کو کن حالات کے نیچے دفن کرنا ہے۔ خواہ کچھ ہی درپیش آئے پر ایک

بات سچ ہے اور وہ یہ ہے کہ مہاتما جی کا قابل تعظیم استقلال زمانہ کی بے رُخی سے خود ضعیف ہو گیا۔ اور سوراجیہ پارٹی سے نیا اتحاد خواہ اپنی کیسی ہی مہیب صورت دکھائے۔ پسپیہ ہے۔ اصول و استقلال کے مقابل ضرور کمزور رہیگا

حل الاشکال

مشکل

ایلی ایلی لما سبقتنی! کا مطلب

خداوند یسوع مسیح کے یہ مبارک اور مقدس کلمات نہ صرف بعضوں کی آج تک سمجھ میں نہیں آئے۔ بلکہ انہوں نے اس کے غلط معنے سمجھے ہیں۔ خصوصاً مسیحیت کے مخالفوں نے تو اس مقدس آیت سے اپنی وہ وہ بدفہمیاں اور غلط فہمیاں ظاہر کی ہیں جو کسی مسیحی کے خواب و خیال میں نہیں آئی ہیں۔ ہم ایسے بدفہموں کی بدفہمیوں سے بچانے کے لئے اپنے ناظرین کرام کو آیت زیر نظر کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ تاکہ حق کے متلاشی انجیل فہمی میں ٹھوکر کھانے سے بچیں۔

آیت مذکورہ زبور ۲۲ کی پہلی آیت

یہ زبور یہودیوں میں وہی قدر و منزلت رکھتا تھا جو جہان اسلام میں سورہ یٰسین کی قدر و منزلت ہے۔ ہر ایک یہودی جب نہایت سخت دکھ یا بیماری میں مبتلا ہوتا یا قریب المرگ ہوتا تو وہ اس زبور کو پڑھا کرتا تھا۔ اس کے پڑھنے سے ہر ایک یہودی کو کمال تسلی ملتی تھی۔ جیسے کہ آجکل ہر ایک مسیحی ایماندار کو ملتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح جب صلیبی قربانگاہ کی آگ میں آپ کو خدا کے حضور گذران رہا تھا جب اُس کی زندگی دکھوں کی آگ میں نزع کی حالت کو پہنچی ہوئی تھی تب آپ نے اس زبور کی پہلی آیت بلند آواز سے پڑھ کر ظاہر کیا کہ وہ نزع کی حالت میں پہنچا ہوا ہے۔ باقی زبور اُس نے دل میں ختم کیا۔

علاوہ ازیں یہ بائیسواں زبور مسیح موعود کے دکھوں کی پیشینگوئی ہے جو سوا یسوع مسیح کے صلیبی دکھ اُٹھانے کے کسی کے حق میں بھی کامل طور سے پوری نہوئی تھی صلیب پر زبور مذکورہ کو پڑھ کر خداوند یسوع مسیح نے حاضرین کو جتلا دیا کہ یہ زبور میرے صلیبی دکھوں سے تکمیل پا رہا ہے اور کہ میں یسوع ناصری مسیح موعود ہوں۔

ایلی ایلی لما سبقتنی کا مطلب

ان جملوں کا ترجمہ تو یہ ہے کہ "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟" پر جملہ "کیوں چھوڑا ہے" کا مطلب سمجھنے کے لائق ہے۔ اس سے مخالفین تو ویسی ہی بدفہمیاں کرتے ہیں جیسی کہ بر وقت تصلیب یسوع مسیح کے دشمنوں نے کی تھیں۔ اُنہوں نے اس سے یہ بات نکالی تھی کہ وہ مدد کے لئے ایلیاہ کو بلاتا ہے۔ پر یسوع مسیح کے دوست ایلی ایلی لما سبقتنی کا مطلب جانتے تھے۔ اُنہوں نے ایلیاہ کی جگہ ایلی ایلی لما سبقتنی سمجھا۔ پس مخالفوں کی سمجھ کا خیال چھوڑ کر اس جملہ "کیوں چھوڑا" کا مطلب سمجھنا ضروری ہے۔ لہذا اس جملہ کے سمجھنے کے لئے ذیل کی باتوں کا پہلے خیال کرنا ہے۔

۱۔ خداوند یسوع مسیح کے منہ سے یہ کلمات ایسی حالت میں نکلے جب صلیب پر مصلوب ہو رہے تھے جسمانی دکھوں کی حد نہ تھی۔

۲۔ ایسی حالت میں مصلوب کئی کئی روز تک ایذا اُٹھا اُٹھا کر نہایت مشکل سے مرا کرتے تھے۔ یہی حالت یسوع مسیح کے روبرو تھی

۳۔ یسوع مسیح گو اپنے دشمنوں کی نظروں میں دو بدکاروں کے ساتھ مصلوب ہو کر اصلی لعنتیوں کے مشابہ بن رہا تھا اور اس کے دشمن اُسے چھوڑ رہے تھے۔ پر خدا کے نزدیک وہ بالکل پاک اور ہر ایک گناہ سے صاف تھا۔ لہذا خدا یسوع مسیح کے ساتھ تھا یسوع مسیح خدا کے ساتھ تھا۔ اس وجہ سے "کیوں چھوڑا" کے جملہ کی دلالت ہرگز یسوع مسیح اور خدا کی جُدائی پر نہیں ہو سکتی ہو۔ نہ اس پر دلالت ہو سکتی ہے اگر ایسی حالت میں اس کی دلالت یسوع مسیح اور خدا کی جُدائی پر کی جائے تو یہ کفر عظیم ہے۔

دراصل "کیوں چھوڑا ہے" کا مفہوم یہ ہے

کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے صلیبی دکھوں میں دیر تک کیوں چھوڑا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایلی ایلی لما سبقتنی دعا استفہامیہ صورت کی ہے۔ "تو نے مجھے کیوں چھوڑا ہے؟" استفہامیہ جملہ ہے جو مصلوب ہونے کے وقت آپ کے منہ سے نکلا۔ جس کا صرف یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ تو نے مجھے صلیب پر کیوں چھوڑا ہے؟ جلد مجھے صلیبی موت عنایت کر۔ اناجیل سے ظاہر ہے کہ اُس کی یہ دعا بہت جلد قبول ہوئی چنانچہ لکھا ہے۔ کہ

یسوع پھر بڑی آواز سے چلایا اور جان دیدی۔ متی ۲۷: ۵۰۔

پھر یسوع بڑی آواز سے چلایا اور دم دے دیا مرقس ۱۵: ۳۷۔

اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔ یہ کہہ کر دم دیدیا لوقا ۲۳: ۴۶۔

پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا کہ تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دے دی۔ یوحنا ۱۹: ۳۰۔

صلیب پر ایسی جلد یسوع مسیح کے وفات پانے کو دیکھ کر صوبہ دار نے جو اُس کے سامنے کھڑا تھا یوں دم دیتے دیکھ کر کہا کہ یہ آدمی بیشک خدا کا بیٹا تھا مرقس ۱۵: ۳۹۔ لوقا لکھتا ہے کہ یہ ماجرا دیکھ کر صوبہ دار نے خدا کی بڑائی کی اور کہا کہ بیشک یہ آدمی راستباز تھا ۲۳: ۴۷۔ متی ۲۷: ۵۴ خود پلاطوس نے تعجب کیا۔ کہ وہ ایسی جلدی مرگیا۔ مرقس ۱۵: ۴۴۔ پس صلیب پر یسوع مسیح کا بہت جلد مرنا اس کی صلیبی دعا کا جواب تھا۔ یہ ایسی صاف و صریح حقیقت ہے کہ جس کا ہرگز انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی امر



واقعی کو عبرانیوں کے خط کے مصنف نے بایں الفاظ بیان کیا ہے کہ

"اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اُس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اُس کی سنی گئی۔ اور باوجود بیٹا ہونے کے اُس نے ... دکھ اُٹھا کر فرمانبرداری سیکھی اور کامل بنکر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا" عبرانی ۵: ۷-۹۔

کاروبار

کارے بکن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

(از مسٹر بیچوں چوں)

ہم ناظرین نورافشاں کی ضیافت طبع کے لئے حضرت مسٹر بیچوں چوں کا ایک اور اچھوتا مضمون زیب اوراق نورافشاں کرتے ہیں۔ حضرت بیچوں چوں ہر مضمون پر جو انہ معلومات اور مضمون نویسی کے اُستاد ظاہر ہوتے آرہے ہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ مضمون "کاروبار" کو کس خوبی سے ادا کرتے ہیں۔ یہ مضمون دو تین نمبروں میں نکلیگا۔ "ایڈیٹر"

حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں،

"جو شخص کاروبار میں جفاکش اور محنتی ہے۔ اُسے دیکھنا بادشاہ وقت کی بغل میں کھڑا ہوگا۔"

اہل یونان کا مقولہ ہے کہ:۔

"کاروبار میں ترقی کے لئے تین چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ مادہ، محنت اور تجربہ۔ لیکن کاروبار میں کامیابی کے لئے محنت اور استعمال کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ تحصیل علوم میں۔ یہ ممکنات سے ہے کہ کوئی شخص اتفاقاً زمانہ سے گھر بیٹھے بٹھائے دولتمند ہو جائے۔ مگر یاد رکھو کہ جس طرح قماربازی سے حاصل کردہ دولت انسان کے حق میں مضر ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ دولت جو بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے اتفاقاً ہاتھ لگ جائے انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ میرے پاس ایسی صدہا مثالیں موجود ہیں کہ بعض ناجائز وسائل سے گداگر یکدم چند ہی روز میں لکھ پتی ہو گئے۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں نان شبینہ کو ترسنے لگے۔ اسی لئے لارڈ بیکن کہتے ہیں۔

"ترقی کا رستہ عموماً گندہ اور میلا ہوتا ہے اگر انسان آرام سے جانا چاہے تو لازم ہے کہ صاف ستھرا رستہ اختیار کرے۔ خواہ دیر ہی سے کیوں نہ پہنچے۔ کیونکہ تاخیر میں گو بظاہر تکلیف ہے۔ لیکن حقیقی خوشی۔ کامل عمدگی۔ سچائی اور پاکیزگی اور عمدہ نتیجہ صفائی ہی میں ہے۔"

میرے دوستو یاد رکھو۔ کہ تمہاری حقیقی خوشی۔ اور ترقی کا راز تمہاری ہی ذات میں پنہاں ہے۔ اس لئے میری نصیحت کو گوش ہوش سے سنو اور اپنے قلب میں جگہ دو:۔

کہ تم کو اپنے لئے آپ راہ تیار کرنا ہے۔ تمہارا فاقوں مرنا یا عیش کرنا تمہاری ہی ذات پر موقوف ہے۔

بعض احمق ہمیشہ اسی غلطی میں رہتے ہیں کہ دانا اور ذہین لوگ کاروبار کے انتظام کے لائق نہیں ہوتے بلکہ کاروبار انسان کو مخبوط الحواس غبی اور کند ذہن کر دیتا ہے۔ مگر یہ اُن کی کج فہمی ہے۔ حقیقت میں کوئی پیشہ انسان کو ذلیل اور رسوا نہیں کرتا۔ بلکہ حضرت انسان پیشوں کو ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے۔ وہ تمام پیشے جن میں نہایت ایمانداری اور راست کرداری سے روپے حاصل کئے جائیں معزز ہیں۔ خواہ انسان دل سے کام کرے یا ہاتھ سے ہاتھ اگر میلا ہوتا ہے تو ہونے دو لیکن دل میلا نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ساری چیزیں انسان کے جسم کو اس قدر سیاہ نہیں کر سکتیں جس قدر کہ بری خصلتیں قلب اور روح کو سیاہ کر دیتی ہیں۔ ہاتھ کی سیاہی آسانی سے دھوئی جا سکتی ہے۔ مگر دل کی سیاہی خدا ہی دھوئے تو دھوئی جا سکتی ہے۔

"تاریخ گواہ ہے کہ مشاہیر عالم مختلف پیشے اور کاروبار بھی کرتے تھے اور اپنے اعلیٰ درجہ کے فرائض منصبی میں بھی مشغول اور مصروف رہتے تھے۔ ایتھنز کا مشہور مقنن "سولن" اور نامی حکیم تھیلس باوجود اپنی خداداد قابلیت کے تاجر تھے۔ افلاطون تیل بیچ بیچ کر اپنی زندگی بسر کرتا تھا شکسپیر ایک تھیٹر کا مینیجر تھا۔ جوسر فوج میں پرائیویٹ (سپاہی) تھا۔ اخیر محکمہ جنگلات کا انسپکٹر ہو گیا۔ ملٹن سکول میں مدرس تھا۔ اور اپنی قابلیت سے گورنمنٹ کا سکرٹری ہو گیا۔ نیوٹن ٹکسال گھر کا منتظم تھا۔ کوپر کو اس بات پر فخر تھا کہ "میں بڑا کاروباری اور محنتی آدمی ہوں" سر والٹر سکاٹ کرانی تھا۔ ورڈس ورتھ بکنگ کلرک تھا یہ معمولی لوگ نہ تھے۔ آسمان علم کے آفتاب و مہتاب تھے۔ آج دنیا اُن کا نام عزت سے لیتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں ہمارا مسیح کون تھا؟ مستری، بڑھئی!! پھر تمہیں کاروبار سے شرم کیوں ہے۔

اس میں ذرا شک نہیں کہ اس دنیا کے تمام فاضل عاقل اور یگانہ روزگار انسان بڑے محنتی اور کاروباری آدمی تھے۔ مشہور انگریزی مصنف گروٹ ایک بنک میں ملازم تھا۔ مگر اس کی معرکۃ الآراء تصنیف "تاریخ یونان" اسے زندہ جاوید کر گئی۔ "جان سٹوارٹ مل" کون تھا؟ ایسٹ انڈیا کمپنی کے دفتر کا ایک معمولی اکونٹنٹ۔ یہ تمام لوگ کیوں مشہور ہو گئے۔ کیا اس لئے کہ محض عالی خیال تھے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اپنے کاموں کو اپنے ہاتھ سے سرانجام کیا۔

"عمل محنت" جب دلی تڑپ اور عقلمندی سے کی جائیگی تو ضرور اثر پیدا کریگی مانا کہ ہر شخص یکساں ترقی نہیں

کر سکتا۔ لیکن پھر بھی لیاقت اور قابلیت کے موافق سب ترقی کر سکتے ہیں۔ انگریزی میں ایک مثال ہے کہ :۔

"ہر شخص پہاڑ کی چوٹی پر نہیں چڑھ سکتا۔ لیکن اتنی بلندی پر تو ضرور پہنچ سکتا ہے کہ دھوپ تاپنا سیکھے"

"فلسفہٴ خلق" پر غور و فکر کرنے سے یہ بات یقینی صحیح معلوم ہوتی ہے کہ غافل انسانی ہستی کی ترقی کی ابتدا میں بہت سی تکالیف اُٹھانا پڑتی ہیں۔ نہایت ایمانداری اور محنت سے روٹی کمانا مفت کی ہاتھ لگی دولت سے عیش منانے سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ تھوڑے سرمائے سے کسی کام کو شروع کرنا ترقی اور کامیابی کا بنیادی پتھر رکھنا ہو ایک جج سے کسی نے پوچھا کہ وکیلوں کی ترقی کے حقیقی اسباب کیا ہیں؟ تو اُس نے خوب جواب دیا کہ بعض اپنی وکیل اپنی ذہانت سے اور اکثر اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض بے سبب اور بغیر وسیلہ ایسی حیر العقول ترقی کرتے ہیں کہ اعجاز معلوم ہوتا ہے۔ لاہور کا ایک نامی گرامی وکیل جب لاہور میں پہلی مرتبہ زمانہ طالب علمی میں داخل ہوا۔ اُس کی جیب میں صرف سات پیسے تھے۔ آج وہ پنجاب کا سب سے بڑا آدمی اور کروڑ پتی انسان ہے۔ اُس کی کامیابی کا راز محنت اور کاروبار پر موقوف ہے۔ آج بڑھاپے میں بھی وہ سترہ گھنٹے روزانہ کام کرتا ہے۔

ہر شخص ترقی اور قومی عروج کی اصل جڑ "محنت" پر منحصر ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی بدبختی نہیں ہو سکتی کہ اُس کی تمام خواہشات کل امیدیں پوری کر دی جائیں۔ اور اُسے خود محنت کا موقع نہ دیا جائے۔

یہ یاد رہے

کہ کرسمس نمبر قریب آ رہا ہے۔ نثر و نظم مضامین جو نہایت اعلےٰ پایہ کے ہوں بہت جلد دفتر میں ارسال فرمائیں۔

حقیقتِ علم ادب و ادیب

گزشتہ سے پیوستہ

یہ خط صولبانی کہلاتا ہے جو کہ حسب ذیل ہے :۔

الف ب ج د ہ

و ز ح ط ی ک

ل م ن س ع ف

ص ق ر ش ت ث خ

ذ ض ظ غ

چونکہ ان کے سمجھ لینے میں (کیونکہ ابھی قواعد وضع نہیں ہوئے تھے) دھوکے کا احتمال باقی تھا۔ اس لئے زیادہ تر تصویروں کے ذریعہ اپنی حالت کو دکھایا جانا زیادہ ضروری نظر آیا اور مدتوں تک یہی تصاویر اور چند مختلف شکلیں سلام و پیام میں مراسلات کا کام دیتی رہیں۔ چنانچہ حضرت حنوک نے مندرجہ ذیل خط کو ایجاد کیا۔

الف ب ج ہ و

ز ح ط ی ک

ل م ن س وغیرہ وغیرہ

جمر تک جو کہ حضرت یافث کا سب سے بڑا بیٹا تھا یہی خط مروج رہا۔ لیکن پھر جمر نے بتقاضائے مرورِ زمانہ اس خط میں بہت کچھ اصلاح کی۔ جمر کے بڑے بڑے حروفِ صحیح یا اُن کے سے دیگر قریب المخرج حروف زمانہ حال تک پائے جاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ طریقہ تحریر بھی بہت مدت تک جاری رہا آخر کار نہایت ہی قدیم کسدی قوموں اکاد و سمیر نے اس رسم الخط کو اعلیٰ معراج پر پہنچا دیا۔ ان کے پاس بے شمار علمی کتب موجود تھیں اور ہر ایک مضمون کی کتابیں تھیں مثلاً تاریخ۔ سائنس۔ قانون۔ علم الٰہی۔ اسی اکادی قوم نے تمام کسدی تہذیب کی بنیاد ڈالی۔

کسدی زبان اُس شاخ سے متعلق تھی۔ جو آرمینین فیملی کہلاتی ہے۔ آرمینین فیملی کی دو بڑی شاخیں تھیں۔ ایک مغربی جس میں آرامی اور عبرانی شامل تھیں اور دوسری مشرقی جس میں اشوری اور بابلی زبان داخل تھی۔ اگرچہ وہ عام ساخت کے اعتبار سے تو ہم شکل تھیں۔ لیکن اس قدر متفاوت بھی تھیں۔ کہ جو لوگ ایک سے واقف ہوتے تھے وہ دوسری کو بغیر خاص مطالعہ کے سمجھ نہیں سکتے تھے۔

الغرض یہی طرزِ تحریر مدتِ دراز تک اُس زمانہ قدیم میں مروج رہا۔ اگرچہ یہ با اقبال قوم صفحہٴ دنیا سے مٹ گئی۔ لیکن تو بھی اُن کی تہذیب اور علوم اور طرزِ تحریر مختلف قوموں میں جاری رہی۔

علاوہ ازیں ایک مروجہ خط کی صورت عبرانی میں تھی جس کو بنی اسرائیل لکھنے میں استعمال کرتے تھے۔ اس خط کی شکلیں حسب ذیل ہیں :۔

א ב ג ד ה ו ז ח

الف بیتھ گیمل دالتھ ہے واؤ زائن خیتھ

بیل گھر اونٹ دروازہ کھڑکی چلکش ہتھیار

ט י כ ל מ נ ס

ٹیتھ یودھ کاف لامد میم نون سامک

سانپ ہاتھ ہتھیلی پینا پانی مچھلی ٹیک

ע פ צ ק ר ש ש

عین پے تسادی قاف ریش شین سین

آنکھ منہ کنگٹا قف سر دانت دانت

ת تھاؤ - صلیب

جو یہودی ملک عرب میں مستقل سکونت اختیار کر چکے تھے۔ اُن کی مذہبی کتابیں یعنی توریت اور دیگر صحف الانبیاء اسی عبرانی زبان میں تھیں۔ حضرت محمد صاحب کے حین و حیات میں اصلی قرآن محمد عامہ ہی عبرانی یعنی سریانی حروف میں لکھا گیا تھا جو کہ اُن کی وفات کے بعد فوراً ہی ناپید کر دیا گیا کیونکہ تمام متبعین مُرتد ہو گئے تھے یعنی حقیقی اسلام سے جو مسیحیت کا عین تھا منکر ہو گئے تھے۔ مگر فوراً ہی حضرت ابوبکر خلیفہ اوّل نے بزورِ صمصام آبدار بڑی اعلیٰ درجہ کی حکمتِ عمل سے ان مرتدین کو پھر حلقہ اسلام میں داخل کر لیا۔ جو کہ دل سے کعبہ کے بتوں اور کعبہ کے اللہ اور حنیفی ملت کے پیرو تھے۔ اور بظاہر مسلمان تھے اور انہیں مرتدین کی وجہ سے حقیقی اسلام کے ارکان میں عقائد حنفا مخلوط ہو گئے اور اُس حقیقی اسلام کی شکل بالکل مسخ ہو گئی جو کہ حضرت محمد صاحب نے ملک عرب میں بتقلید کتبِ سماوی یعنی توراۃ و انجیل جاری کیا تھا اور جس کے کھنڈر اب بھی موجودہ قرآن عثمانی میں پائے جاتے ہیں۔

ملکِ عرب میں مرآمر نام ایک شخص نامور سیمی قبیلہ طے سے تھا۔ اُس نے عرب میں ایک نیا خط ایجاد کیا اور کتابت کا تمام دار و مدار اپنے آٹھ بیٹوں کے نام رکھا جس کی ترتیب یہ تھی۔

ابجد آغاز کرد۔ ہوز۔ در پیوست حطی۔ واقف شد کلمن سخن گو شد سعفص۔ از و آموخت۔ قرشت بترتیب کرد ثخذ۔ بجہ اخت۔ ضظغ۔ تمام کرد۔ (باقی دارد)

ایک عجیب واقعہ

قصبہ سر سر پور سے خام سڑک یال پور اسٹیشن کو جاتی ہے۔ درمیان میں ایک چھوٹا سا نالہ پڑتا ہے۔ اُس نالہ کے کنارہ کی ریت میں کوئی عورت شام کو اپنا زندہ لڑکا ۱۲ روز کا دفن کر کے چلی گئی صبح کے وقت قصبہ کے لوگ ہاتھ منہ دھونے کے لئے نالہ مذکور پر گئے۔ اتفاقاً لڑکے کے رونے کی آواز سُنکر حیرت زدہ ہو کر چاروں طرف نظر دوڑانے لگے۔ لیکن پتہ نہ چلا تھوڑی دیر پھر رونے کی آواز سُنائی دی۔ لوگوں نے تعجب کیا کیونکہ آواز سے معلوم پڑتا تھا کہ کہیں لڑکا مدفون ہے قصہ کوتاہ تلاش کرنے پر بالو کا ایک ڈھیر دیکھ کر لوگ چپ چاپ سٹیٹ آہٹ لینے لگے۔ معلوم ہوا کہ اس ڈھیر کے اندر سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ جب اُس کو کھولا تو دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا قریب المرگ ہو رہا ہے۔ اُس کو قبر سے نکال کر پانی میں خوب غوطہ دیا تاکہ اُس کی آنکھ کان ناک منہ سے بالو نکل جاوے۔ بعد لڑکے کو ایک چمار ن کو دودھ پلانے کو دیا۔ جب وہ دودھ پی کر شکم سیر ہوا تو اُس کے لبوں میں مسکراہٹ کے آثار نمایاں ہوئے۔ جلال پور کے داروغہ صاحب خبر پاتے ہی تحقیقات کر کے عورت مذکور کو اور اُس کے آدمی کو جس کے ساتھ اُس کا تعلق تھا گرفتار کر کے چالان کیا مقدمہ کے جانچ پڑتال کرنے پر ملزمان دو سال کے لئے سزایاب ہوئے مجسٹریٹ نے فیض آباد میں ایک دولتمند آدمی کو لڑکا حوالہ کر کے کہا۔ اس لڑکے کی عجیب زندگی ہے۔ یہ بڑا ہونے پر کسی اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہوگا۔ شخص مذکور نے لڑکے کو اپنے گھر لیجا کر بڑی خوشی و بدھائی منائی۔ سچ ہے جس کو رکھے رب اُس کو مارے کون؟

راقم۔ بندہ پرتقوی لعل از جلال پور ضلع فیض آباد

انسان

گذشتہ سے پیوستہ

اگر ہماری قوتِ ارادی آزاد ہے اور بلحاظ آزاد ہونے کے اپنے گرد و پیش کی اشیاء پر اپنا اثر ڈال سکتی ہے تو ہم کو معقولاً ماننا پڑتا ہے اگر ہم ثابت نہ کر سکیں کہ ایک اعلیٰ زبردست ارادہ ہے جو سب ارادوں پر مؤثر ہے۔ یہ ارادہ تمام مادی اشیاء پر حکمران ہے اور ہمارے ارادے بھی اسی کے قبضہ میں ہیں اسکو خواہ علت اولےٰ کہو خواہ کچھ اور۔ لیکن ہم پر فرض ہے کہ اس کا ادب کریں۔ اور اُس کو خدا کہیں۔ اگر نہ ارادہ ہے نہ اخلاق نہ گناہ تو کیا ہم اور ہمارا وجود سب کچھ لا یعنی نہیں ہو جاتا؟ ہاں اگر ہم علت و معلول اور موجوداتِ عالم کی عجیب و غریب ترتیب و تنظیم کو مانیں۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی اس بات پر اعتقاد رکھیں کہ یہ سب کچھ خدا کی حکمت اور قدرت سے ہے۔ وہی اُن سب کا مرکز اور منبع ہے اور یہ سب کچھ اس کی ٹمٹماتی روشنیاں ہیں تو یہ راستہ صاف معلوم ہوتا ہے۔

ہمارے لئے دو راستے ہیں ایک کشادہ دوسرا تنگ اب ہم مختار ہیں جو راستہ چاہیں اختیار کریں تعمیراً یہ بتایا جاتا ہے کہ خدائے کشادہ راستہ ظاہری اور جسمانی خوشحالی اور بقائے دوام یا بالفاظ دیگر کشادہ راستہ شیطانی ہے اور تنگ راستہ خدائی راستہ ہو۔ مگر میں کہتا ہوں یہ دونوں خدا کی طرف سے تیار ہیں تاکہ وہ انسانی خواہشات کو خود مختار ثابت کرے۔ ایک سے بدی کا دوسرے سے نیکی کا لیکن دونوں کے انجام انسان کی ظاہری نظروں سے مخفی ہیں۔ اُن کا حال بعینہٖ "مرچنٹ آف وینس" میں شہزادی پورشیا اور اُس کی شادی سا ہے۔ یعنی اُس کی شادی اُس شہزادے سے ہو گئی جو ان تین پیالیوں یعنی سونے چاندی اور پیتل میں سے ایک جس میں شہزادی کی تصویر پوشیدہ تھی بتا دے۔ یعنی سونے اور چاندی کی ظاہری نمائش پر فریفتہ ہو گئے اور کہنے لگے ہو نہ ہو۔ شہزادی کی تصویر اسی میں ہوگی۔ کیونکہ شہزادی مثل سونے یا چاندی کے ہے۔ مگر ایک نے پیتل کو حقیر جانا اُن میں ایک نے پیتل کے پیالے کو اُٹھایا اور اپنا مقصود پایا۔ اسی طرح ہم دنیا کی ظاہری خوشی کو بغیر سوچ سمجھے اندرونی تباہی پر ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن بعض دور اندیش اور اہلِ دانش اصحاب اس سے درگذر

کرتے ہیں اور مانند سوتی اور تماشے دوام کی تجسس میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ ظاہرا اور دنیاداروں کے سامنے بطالت ہے تاہم یہی لوگ ولی اللہ اور وارث ملک بقا کہلاتے ہیں۔ شیطان خواہ مخواہ کسی کو دکھ نہیں دے سکتا۔ وہ یہ نہیں کرتا کہ جہاں انسان دیکھا اُسے پکڑ کر خوب رگڑ دیا۔ نہیں۔ جب تک انسان کی قوت ارادی اُس کی خواہش نہ کرے یہ امر یقینی ہے کہ خدا کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا۔ اسی لئے اُس نے دو راستے وضع کئے ہیں۔ ایک جسمانی خوشحال اور فارغ البال کا باغ دوسرا جسمانی تکلیف اور روحانی آسایش اور ساتھ ہی ان راستوں پر چلنے کے لئے اُس نے پاک کلام میں بار بار ہدایت کی ہے۔ اُس نے رسول بھیجے۔ حتیٰ کہ اپنا اکلوتا بیٹا یسوع مسیح کو بھیجنے سے دریغ نہ کیا تاکہ وہ ہمیں راہ راست سے مطلع کرے۔ کئی اشخاص کی زندگیاں عہد بہ عہد کے حالات سے ہمیں عبرت حاصل ہوتی ہے اسی واسطے یہ امر اختیاری چھوڑا ہے کہ جو راستہ چاہیں اختیار کریں۔ آخر کسی وقت ہمیں اپنی روش کا سود و زیاں صاف ظاہر ہو جائیگا۔ لہٰذا خدا نے ہمیں کشادہ و تنگ راستہ دکھایا۔ اور ساتھ ہی مسیح کی زندگی اور اپنا پاک کلام دیا تاکہ اُس کی امداد سے اپنی زندگی بسر کریں اور مسیح کی مانند اپنا چال چلن بنائیں۔

اعمال کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے بعد ایک اور چیز کی ضرورت ہے جس کے بغیر اعمال بے معنی چیز ہیں اور اُسے ایمان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ دیکھئے یعقوب رسول کہتا ہے۔ ایمان بغیر اعمال کے مُردہ ہے۔ یعنی یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال اور اعمال کے بغیر ایمان ناکارہ ہیں۔ ایمان نادیدنی اشیاء کا ہوتا ہے جن کا احساس ہم نہیں کر سکتے۔ اگرچہ ہم نے کرۂ زمین کو نہیں دیکھا تاہم ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ گول ہے۔ اگرچہ ہم نے انگلستان کو نہیں دیکھا تاہم ہمارا یقین ہے کہ ایسے ملک کا وجود ہے۔ اسی یقین اور اعتقاد کا نام ایمان ہے۔ اسی طرح ہم دوزخ جہنم مسیح کی عدالت۔ دوسری آمد۔ خدا کی ہستی وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں کہ اگر ہم ایمان پر ہی اکتفا کریں کہ مسیح یسوع خدا کا بیٹا ہے وہ تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا تو ہم نجات نہیں پا سکتے۔ بلکہ اعمال کا ایمان کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ اعمال دیدنی اشیاء ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ چوری کرنا گناہ ہے۔ اگر چوری کی تو ہم نے گناہ کیا یعنی بدعمل کیا۔ اور اگر نہ کی تو نیکی کی۔ لہٰذا نیک اعمال کا ہونا مسیح پر ایمان کے ساتھ اشد ضروری ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں موجود ہوں تو اس میں شک نہیں کہ وہ شخص نجات پائیگا۔ ورنہ اگر صرف یہی کہا کہ "میں ایمان رکھتا ہوں۔ خدا قادر مطلق باپ پر اور مسیح پر جو اُس کا اکلوتا بیٹا ہے جو تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھا۔ آسمان پر چڑھ گیا وغیرہ وغیرہ" تو میں نہیں مانتا کہ وہ شخص نجات پائیگا کیونکہ نیک اعمال کا ہونا لازمی ہے جس طرح مسیح پر ایمان لانا ضروری ہے اُسی طرح نیک اعمال ضروری ہیں (باقی پھر کبھی)

اب ہم اس کے انجام پر پہنچ گئے ہیں۔

انجام

اس تمام تحریر کا انجام کیا ہوا؟ یہی کہ خداوند کریم نے انسان کو اس دنیا میں اول تو ایک آزاد شخص پیدا کیا۔ مگر اُس نے گناہ کیا۔ نافرمانی کی۔ سو وہ اپنی روحانی آزادی سے جسمانی آزادی میں متبدل ہوا اور فاعل مختار ٹھہرا اور روز محشر اُس کو اس کے ایمان اور اعمال کے مطابق سزا و جزا ملنی ضرور ہے۔ سو انسان کے واسطے لازمی ہے۔ خداوند سے یہی التجا کرے کہ اے خداوند میرے قصوروں کو معاف کر اور میرے گناہوں کے مطابق مجھے بدلہ نہ دے۔ بُرے واقعات اور نفسانی خواہشات کا غلبہ نہ ہونے دے۔ تب ہی وہ ایک اعلیٰ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اور بالآخر انسان کو ایمان اور اعمال کی اشد ضرورت ہے۔ مسیح پر ایمان لانا اور اُس کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنا ہی عین نجات ہے۔ مسیح ہمارا کفارہ ہوا اس واسطے جب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں ہم نجات نہیں پا سکتے اور ساتھ ہی جب تک ہمارے اعمال نیک نہ ہوں ہم سزا سے نہیں بھاگ سکتے۔ اس واسطے چاہیئے کہ ہم اس دھن میں لگ جائیں کہ اپنی زندگی کو مسیح کی زندگی کے مطابق بنائیں اور آخر کار وارث ملک بقا ہوں نہ کہ واصل جہنم۔

نہ کر غفلت کہ فانی عیش ہے دنیای فانی کا
سمجھ اس کو ہے انجام غم اس شادمانی کا
تعلق دنیوی سب مانع یاد الٰہی ہیں
عبث ہے تجربہ منعم اس امر امتحانی کا

راقم۔ پی۔ این۔ بھنوت از اجنالہ۔

غیر خریداروں کے لئے نادر موقع

فائدہ عام کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو اصحاب نور افشاں کے خریدار نہیں ہیں اگر آٹھ آنہ کے ٹکٹ لفافہ میں مینیجر اخبار کے نام بہ پتہ ذیل روانہ کردینگے تو وصول ہونے پر ان صاحب کو اکتوبر کے شروع سے دسمبر ۱۹۲۷ء کے آخر تک نور افشاں کے ۱۲ نمبر دفتر سے روانہ کر دیئے جائینگے۔

المشتہر

مینیجر نور افشاں المیرس روڈ لاہور

قسطنطنیہ ۷ نومبر اخبارات کی اطلاعات مظہر ہیں کہ مصطفیٰ کمال پاشا بحری و بری فوج کے ہمراہ فرانس جائینگے۔ نیز جنرل ناگمن سفیر فرانس مقیمہ انگورہ و عصمت پاشا بھی انکے ہمراہ ہونگے۔



کلیسیا حضرو کی فریاد

ہم حضرو کی کلیسیا کی درخواست ناظرین نور افشاں کے روبرو پیش کرتے ہیں کہ وہ مریضہ بہن کے لئے خدا سے دعا کریں کہ وہ اپنی مہربانی سے اُسے شفا بخشے۔ اگر کسی ناظرین نور افشاں کو برادر گونڈیا کا پتہ ہو تو وہ اس درخواست کو اُن تک پہنچا دیوے۔ ایڈیٹر۔

التماس ہے کہ کلیسیا حضرو ضلع اٹک میں ایک مسیحی خاتون زوجہ سندر لعل جس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے اور خاوند ہے عرصہ چند ماہ سے پلنگ پر بوجہ عارضہ تپ دق کے رات دن بے حال پڑی رہتی ہے حتی الوسع علاج معالجہ کیا گیا مگر سب بے سود رہا۔

آخر کار ۱۷ اکتوبر سن حال کے پرچہ نور افشاں میں پڑھا گیا تھا وہ یاد آگیا کہ علاقہ دکھن میں ایک مسیحی بھائی برادر گونڈیا کو خداوند مسیح نے مریضوں کو شفا دینے کی طاقت بخشی ہے اور اُن کے ہاتھ سے علاقہ مذکور میں ایک ماہ تک بے شمار لوگوں نے خداوند مسیح کے نام میں کمل شفا پائی ہے۔

اب ہمارے واسطے مشکل یہ ہے کہ نہ تو برادر گونڈیا کا جگہ ٹھکانہ معلوم ہے اور نہ ہی کوئی اور سبیل نظر آتی ہے کہ جس کے ذریعہ سے اُن کے مبارک کانوں تک اس بیچاری مریضہ مصیبت زدہ کی فریاد پہنچائی جائے صرف ایک وسیلہ اخبار گوہر بار ہے کہ جس کے ذریعہ سے آنجناب کو اس معاملہ کی آگاہی ہو سکے کہ وہ مہربانی کرکے خداوند مسیح کے نام سے مریضہ مذکورہ بالا کو شفا دے سکیں تاکہ اس کی زندگی وصحت یابی سے خداوند کا جلال ظاہر ہووے۔

نیز تمام مسیحی بھائیوں سے بھی التماس ہے کہ مہربانی کرکے اپنی دعاؤں میں مریضہ مذکور کو یاد کریں تاکہ جلالی بادشاہ اُس پر رحم فرما دے۔ ہم سب بھائیوں کے مشکور وممنون ہونگے۔

نیز یہ بھی عرض ہے کہ اگر بذریعہ نور افشاں اُس مرد خدا تک یہ فریاد نہ پہنچ سکے تو جس مسیحی برادر کو اُن کا پتہ ہو وہ مہربانی کرکے اس پیغام کو اُن تک پہنچا کر ثواب حاصل کریں اور خداوند سے اجر پاویں۔ زیادہ سلام۔

آپ کا تابعدار خریدار اخبار نور افشاں

نمبرہ ۱۰ ڈاکخانہ حضرو۔ ضلع اٹک۔

خبریں

ڈیڑھ سال ہوا حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے پاس ایک بہت پرانی قلمی مہابھارت موجود تھی یہ کتاب ۴۰ جلدوں میں تھی۔ ہر ایک جلد میں تقریباً ایک ہزار صفحہ اور ہر صفحہ پر کم از کم دو قلمی تصاویر تھیں۔ اس مہابھارت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صاحب تین لاکھ روپیہ دینے کو تیار تھے۔

اسی طرح بائبل کا ایک نسخہ اٹلی میں ۱۴ لاکھ ۵ ہزار روپیہ کو فروخت ہوا تھا۔

مدراس ۱۵ نومبر۔ ہند وکا نامہ نگار لکھتا ہے پورضلع کالی کٹ میں ایک زبردست ڈاکہ ڈالا گیا۔ جس میں لٹیرے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ ڈاکوؤں نے کئی عورتوں کو زخمی کیا اور ۲۰۰۰ کے جواہرات ساتھ لے گئے۔ (ہند ے ماترم)

لنڈن ۱۲ نومبر آج شام کرنل ودزیربنہ نے پاؤنیر کے نمایندہ کے ساتھ انٹرویو کیا۔ جس کے دوران میں آپ نے تسلیم کیا کہ اُنہوں نے انڈیا آفس میں تقرریاں اپنی مرضی کے مطابق کی ہیں گو اس میں کئی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ آجکل آپ تمام محکمہ جات کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں تاکہ موجودہ حالت کا ٹھیک طور پر اندازہ لگا سکیں۔ اس کے لئے وہ صبح سے شام تک کام میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ اپنی تحقیقات سے بہت جلد سرکاری اعلان کرنے کی فکر میں ہیں۔

مولانا فضل حسین صاحب حسرت موہانی نے لاہور میں منعقد ہونے والی پنجاب پولیٹیکل کانفرنس میں شریک ہونا منظور فرمایا ہے۔ امید ہے کہ دلیش کے دیگر چوٹی کے پرسد ھ نیتا بھی اس میں شریک ہونگے۔

امرتسر ۱۷ نومبر۔ سردار منگل سنگھ اور سردار راجا سنگھ سنٹرل سکھ لیگ اور شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے بمبئی لیڈرز کانفرنس میں شریک ہونگے۔

امرتسر ۱۸ نومبر معلوم ہوا ہے کہ بمبئی میں لیڈروں کی کانفرنس میں تنسخ و نیگال کے علاوہ اکالی مسئلہ پر بھی غور کیا جائیگا۔

مہاتما گاندھی کے ہاتھ کا کاتا ہوا سوت امرت بازار پتر کا کلکتہ کے دفتر میں رکھا گیا ہے جسکو دیکھنے کے لئے لوگ بکثرت آتے ہیں۔

پراونشل خلافت کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۵-۶-۷ دسمبر ۱۹۲۲ء امرتسر میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ مولانا شوکت علی صاحب صدر مجلس مرکزیہ خلافت ہند نے ازراہ نوازش کانفرنس میں شرکت کا وعدہ فرمایا ہے۔ نیز اس بات کا یقین دلایا ہے کہ مہاتما گاندھی بھی آپ کے ہمراہ تشریف لاوینگے

کورگم ۱۷ نومبر آج دو قلی کانوں میں کام کرتے ہوئے مر گئے۔

لنڈن ۱۶ نومبر سر محمد رفیق کو انڈیا کونسل میں صاحبزادہ آفتاب احمد خاں کی جگہ پیش کی گئی ہے کیونکہ صاحبزادہ موصوف کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ بنگال کونسل کا اجلاس آئندہ ۱۵ دسمبر کو منعقد ہوگا۔

کلکتہ ۱۸ نومبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مسٹر عبد الجبار پہلوان ممبر لیجس لیٹو کونسل کے مکان واقع ٹرنر سٹریٹ سے ایک سپاہی پستول اور ۳۰ کارتوس چوری ہو گئے ہیں۔ پولیس مصروف تحقیقات ہو۔

پشاور ۱۸ نومبر کوہاٹ ریلیف فنڈ جو مسٹر ہو لٹن چیف کمشنر شمال مغربی سرحدی صوبہ کے پانچسو روپیہ کے عطیہ سے شروع کیا گیا تھا۔ تمام جماعتیں اس میں فیاضانہ چندہ دے رہی ہیں ہز ایکسیلنسی وائیسرائے نے بھی ڈیڑھ ہزار بھیجا ہے۔

نابھہ ۱۸ نومبر۔ چند دن ہوئے نابھہ پولیس ایک گاؤں چند اکالیوں کی جو طویل عرصہ سے گرفتاری سے چھپے ہوئے تھے۔ گرفتاری کے لئے گئی۔ اکالیوں نے پولیس کی مزاحمت کی اور ننگی تلواروں سے پولیس پر حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک پولیس مین زخمی ہو گیا اور دو اکالی گرفتار کر لئے گئے اور ایک بھاگ گیا۔ (بندے ماترم)

لنڈن ۱۷ نومبر۔ بوڈاپسٹ کی پولیس نے دو کمیونسٹ کو اس جرم میں گرفتار کیا ہے کہ وہ امیر البحر ہارسٹی اور وزیر اعظم بتھولن کو قتل کرنے کی سازش کر رہے تھے

امترول ۱۸ نومبر ۲ اہلکاروں نے عمر کی جیل ڈاکخانہ کے قریب ایک تھیلے سے ۲۳ سو روپیہ مالی بیمہ چٹھیاں تھیلیہ سے نکال لی تھیں۔ مگر مسٹر گوسائیں سنگھ جیل جمعدار کی کوشش سے سب نوٹ دستیاب ہو گئے ہیں اور ملزم سشن سپرد کئے گئے ہیں:

الہ آباد ۱۸ نومبر۔ پایونیر قمطراز ہے کہ گورنمنٹ ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر نمایش سلطنت آئیندہ سال بھی منعقد کی جائے تو ہندوستان اس نمایش میں کوئی حصہ نہ لیگا۔

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ سردار امر سنگھ ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس کو گوجرانوالہ سے گرفتار کر کے ۱۳ نومبر کو بذریعہ موٹر راولپنڈی لایا گیا ہے۔ سردار امر سنگھ اکالی کو بھی وزیر آباد سے گرفتار کیا گیا ہے۔ سنا گیا ہو گوجرخان میں بھی کچھ گرفتاریاں ہوئی ہیں ۱۲ نومبر کو صبح ۸ بجے کے قریب سری گورو سنگھ سبھا راولپنڈی کی شہر کے دروازہ وپر سے پولیس سردار سندر سنگھ اکالی کو گرفتار کر کے اسی وقت بذریعہ موٹر جیل میں لے گئی۔ ابھی اور گرفتاریوں کی افواہ گرم ہے۔

ایک سکھ نامہ نگار لکھتا ہے کہ سرینگر کشمیر میں ۲۰ سکھ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور اُن کی کرپانیں چھین لی گئی ہیں۔ اس لئے سکھوں نے فاقہ کشی شروع کر دی ہو

لنڈن ۱۴ نومبر۔ مسٹر ایڈون مانٹیگو سابق وزیر ہند لندن میں سخت بیمار ہیں۔ آج بعد دوپہر اُن کی حالت قدرے بہتر تھی۔ آپ گذشتہ دو تین ماہ علیل تھے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ برازیل کے مالی مشن کی واپسی کے وقت سے آپ کی صحت خراب ہے۔

لنڈن ۱۵ نومبر۔ آپ کا خون خراب ہو گیا ہے اور ڈاکٹر حالت تشویشناک بیان کرتے ہیں۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ آپ ۱۵ نومبر کی صبح کو ہسپتال میں فوت ہو گئے۔

مدراس ۱۸ نومبر۔ آج بعد دوپہر مدراس کارپوریشن کے اجلاس میں مسٹر مانٹیگو کی وفات پر اظہار افسوس اور اس کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کا رزولیوشن صدر جلسہ کی طرف سے تجویز ہو کر منظور ہوا۔

اکسفورڈ ۱۶ نومبر۔ کل جرمن علاقہ کے اقتصادی تخلیہ کی ضروری کارروائی عمل میں آئی ہے۔ کیلنز کی اتحادی کمیشن نے حکم صادر کر دیا ہے کہ تا حال جرمنی مقبوضہ علاقہ کی ریلوے آج رات کے ۱۲ بجے کے بعد سے جرمن ریلوے کمپنیوں کے حوالے کی جائیں۔

قاہرہ ۱۵ نومبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ابن سعود کی وہابی افواج نے امیر علی کی حجازی سپاہ کو جو جدہ سے مکہ کی طرف بڑھ رہی تھی شکست فاش دی ہے۔

اسٹڈم ۱۵ نومبر۔ جاوا سے ایک پیغام مظہر ہے کہ گذشتہ زلزلوں میں بمقام ودنسوبو سرکاری عمارات کو جو نقصان پہنچا ہے وہ دس لاکھ گلڈن (طلائی سکہ) سے زیادہ ہے۔

لنڈن ۱۵ نومبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ریگا اطلاع دیتا ہے کہ مسٹر چیچرن نے ماسکو میں ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر روس اور امریکہ کے مابین معاہدہ ہو جائے تو اس سے روس کو بہت فائدہ ہوگا۔ مسٹر ہیوز کی علیحدگی پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ ریٹائر ہو جائے تو بھی فی الوقت روس اور امریکہ میں گفت و شنید کا سلسلہ شروع نہیں ہوگا۔ تاہم اُس کا ہونا ممکن ضرور ہو جائیگا

رنگون ۱۶ نومبر۔ ایک ڈچ ہوا باز پٹرول کے ختم ہو جانے کے اندیشے اور آندھی کے خطرہ سے آج رنگون سے سات میل کے فاصلہ پر اُترا ہے اور کل بنکوک کے لئے روانہ ہو جائیگا۔

مدراس ۱۵ نومبر بالگھاٹ سے اطلاع مظہر ہے کہ مدراس لیجس لیٹو کونسل کی ۔۔۔ ایک تحریک کو مد نظر رکھتے ہوئے مدراس گورنمنٹ نے تازہ اعلان کیا ہے کہ تمام سرکاری سڑکوں بازاروں۔ کنوؤں اور تالابوں وغیرہ سے ملک معظم کی رعایا کی تمام جماعتیں یکساں فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ اور کسی شخص پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

امرتسر ۱۵ نومبر۔ سردار لچھمن سنگھ سکریٹری شرومنی اکالی دل امرتسر زیر دفعہ ۱۷ (۲) قانون ترمیم ضابطہ فوجداری گرفتار کر لئے گئے۔

بی اماں کی خبر سنکر لدھیانہ میں ایک پبلک جلسہ زیر اہتمام خلافت کمیٹی منعقد ہوا۔ جس میں بی اماں کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا۔

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

بوڑھے نے کہا تمہاری مرضی مگر ہم سونے سے پہلے خدا کا کلام پڑھتے اور دعا مانگتے ہیں۔ تم بھی ہمارے ساتھ شریک ہو۔ اُس ہندو نے خدا نے شریک تو کیا ہونا تھا۔ اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ کلام پڑھ کر جب دعا مانگ چکے تو اپنے اپنے بستر پر چلے گئے۔ ہندو نے سوچا جہاں ایسا کلام اور ایسی دعا ہے وہاں چور اور ڈاکو نہیں رہ سکتا ضرور ہی خدا ہے اور حافظ ہے۔ بے فکر ہو کر لمبی تان کر سو گیا۔ خدا کا قائل ہُوا۔ یہ صرف دعا کی تاثیر تھی۔

مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمیں دعا مانگنا آتا بھی نہیں۔ دُعا بھی روح القدس کی تاثیر ہے اور قوت ہے۔ ضرور ہے کہ ہمیں سکھایا جائے۔ عموماً دعا کا مطلب سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں جس بات کی ضرورت ہوتی ہے اُس کا ذکر تو کرتے نہیں فضول بکواس شروع کر دیتے ہیں۔

ایک دن عبادت کے موقعہ پر میں نے کہا کہ چار بھائی اس بات کے واسطے دعا کریں۔ مگر صرف اس بات کے واسطے بہت مختصر۔ ایک تعلیم یافتہ بھائی نے شروع کی اور عجب رام کہانی شروع کر دی ختم کرنے میں ہی نہ آوے۔ لاچار مجھے اُس کے پاس جا کے کہنا پڑا کہ اب بس کرو۔ خداوند نے فرمایا ہے کہ دعا میں بے فائدہ بک بک مت کرو۔

اس گناہ سے بچنے کے واسطے تحریری دعائیں بہت مفید ہیں۔ اگرچہ ہماری کتاب الصلوٰۃ میں کافی دعائیں ہیں تو بھی ہماری سب ضرورتیں اس سے پوری نہیں ہوتیں۔ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے واسطے ہمارے عزیز قاضی پادری خیر اللہ صاحب نے بڑا ہی احسان کیا ہے۔ کہ دعاؤں کا ایک رسالہ لکھ کر شائع کیا ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ وہ سب دعائیں بزرگوں کی دعائیں ہیں۔ جو وقت بوقت تحریر میں آتی رہیں۔ قاضی صاحب گویا ان کے جامع ہیں مجھے صرف اس قدر اعتراض تھا کہ آیا یہ دعائیں مجلس کی منظوری سے شائع کی گئی ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ ہمارے بشپ صاحب نے اس پر اپنی منظوری کی مُہر کر دی ہے اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ قاضی صاحب کو میں مبارکبادی دیتا ہوں کہ اُن کی محنت ٹھکانے لگی۔ اس رسالہ میں ہماری ہر ایک ضرورت کے واسطے ایک دعا ہے اور مختصر۔ ہر ایک گھر میں اس کی ایک ایک جلد ہونی ضروری ہے۔ کاش کہ یہ پنجابی میں ہو جاوے۔ تو دیہاتی مسیحیوں کے بھی کارآمد ہو۔ کیونکہ اُن کو اس کی بہت ضرورت ہے۔

دیہاتیوں سے زیادہ ضرورت میں شہریوں میں دیکھتا ہوں۔ بہت ہی کم گھرانے ہیں جہاں خانگی دعا کا دستور ہے۔ دعا کلام کا تذکرہ بہت کم ہے۔ بڑی بات ہوئی تو اتوار کے دن گرجا میں حاضر۔ ورنہ خیر۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے درمیان بہت بے برکتی ہے۔ دعا ہی خانہ آبادی کی برکت کا باعث ہو۔ دنیوی برکت میں کچھ برکت نہیں سمجھتا یہ تو اُس کی پروردگاری ہے کہ سب کو دیتا ہے۔ بقول شیخ

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

قاضی الحاجات ایسا کرے کہ اس کتاب سے کلیسیا میں دعا کی زندگی پیدا ہو جاوے۔ دعاگو۔ واعظ۔

ضرورت

بیت اللحم تحصیل اکاڑہ کے لئے ایک نیک چلن تعلیم یافتہ سرگرم مسیحی شادی شدہ نوجوان کی ضرورت ہے جو علاوہ ڈسٹرکٹ ڈسٹری ہونے کے این۔ ایم۔ ایس علاقہ کے مدارس کا انسپکٹر بھی مقرر کیا جاویگا۔ مڈل یا ادکسی سرکاری مکتب کا سند یافتہ ہو۔ تنخواہ مبلغ ساٹھ روپیہ ماہوار دیجاویگی۔ درخواست کنندگان ذیل کی باتوں کے بارے میں پتہ ضرور دینا چاہیے (۱) کیا آپ شادی شدہ ہیں اور اگر ہیں تو آپکی بیوی کی تعلیم کہاں تک ہے؟ (۲) آپ کونسی کلیسیا کے ممبر ہیں؟ (۳) کیا آپکو بشارتی کام کا تجربہ ہے؟ (۴) اپنی عرضداشت کی میعاد اور موجودہ تنخواہ بتادیں اور درخواستیں معہ اسناد ذیل کے پتہ پر بھیجیں

ڈی۔ نیم نجم الدین۔ پراونشل سکریٹری این۔ ایم۔ ایس نمبر ۲ وارث روڈ لاہور

سیالکوٹ میں کیا دیکھا

گذرے ماہ کے آغاز میں ہونے والے مباحثہ کی روئداد پر تبصرہ کرنے کی غرض سے ہمیں سیالکوٹ جانے کا اتفاق ہوا۔ سب سے بڑی بات جس سے دل کو از حد فرحت و انبساط حاصل ہُوا وہ پروفیسر الفرڈ ہوولا صاحب کی مہمان نوازی اور مسافر پروری کی عملی زندگی تھی۔ نئی تہذیب نے ہماری جماعت میں کچھ اس قسم کی خشک مزاجی۔ سرد مہری اور تکلف پرستی کی روح پھونک دی ہے کہ مسافر پروری اور عملی مہمان نوازی بالکل مفقود ہو چکی ہے۔ اور اگر کچھ برادرانہ محبت نظر پڑتی ہے تو وہ محض زبانی جمع خرچ ہو۔ آئیے۔ بیٹھیے۔ مہربانی۔ تھینک یو وغیرہ کے پرتپاک ملاقاتی الفاظ ایک رسم رہ گئے ہیں جن میں حقیقت کا کوئی شائبہ پایا نہیں جاتا۔ ہم سیالکوٹ میں پہنچتے ہی پروفیسر صاحب ممدوح کے در دولت پر حاضر ہوئے جہاں کہ پادری سلطان محمد صاحب افغان تشریف فرما تھے۔ ہمارا سابقہ تجربہ آپکے ہاں پہنچ کر غلط ثابت ہُوا اور ہم نے حیران ہو کر دیکھا کہ ایک پنجابی کرسچن اور مرے کالج کا پروفیسر ایک ایسی خوبی نہایت خوش اسلوبی ... سے رکھتا ہو جو مسیحیت کی روح رواں ہو جب آپکو پتہ لگتا کہ لاہور یا راولپنڈی کی طرف سے کوئی مسیحی آنیوالا ہو۔ آپ بذات خود اسٹیشن پر دن ہو یا رات تشریف لیجاتے اور ہمیشہ یہی خواہش کرتے تھے کہ جس قدر مسیحی آئیں وہ آپ ہی کے مہمان ہوں۔ چنانچہ اکثر اصحاب آپکے ہاں ٹھہرے اور ایسی بے تکلفی سے رہے کہ کسی قسم کی اجنبیت و بیگانگی نظر نہ آتی تھی۔

پادری ٹامس ہاول صاحب مرحوم کے ایام میں یہی حال لاہور کا ہُوا کرتا تھا۔ آپ عشاؤں اور مباحثوں کا انتظام کرتے تھے اور اپنی کوٹھی واقعہ سول ٹرینگ چرچ انارکلی کا ایک حصہ ناظرین و مسافروں کیلئے کھول دیا کرتے تھے۔ ادھر آپکے ہمنوا پادری طالب الدین صاحب مرحوم کی بھی یہی عادت تھی۔ اس طرح مسیحی آپنا صاحبان کے ہاں آرام سے رہتے تھے۔ مگر اب اُن کی عدم موجودگی سے خاص تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ گذشتہ اپریل میں جب ہمارے ناظرین انجمن بشارت لاہور کی دعوت پر تشریف لائے

توا نہیں اگر جگہ مل سکی تو ایک انگریز پادری صاحب کے ہاں دیسیوں کے گھر تنگ ہوئے۔ مگر تو کبھی تنگ نہیں ہوتے۔ خانہ تنگی دلوں کی ہوا کرتی ہے۔ مگر پروفیسر رولا صاحب کا نمونہ دیکھکر ہم ہرگز مایوس نہیں ہو جاتے اور اُمید رکھتے ہیں کہ اکثر مسیحی اصحاب آپ کے نمونہ پر چلکر مسیحی جماعت میں اس رائج شدہ خرابی کو دور کرنے کیلئے عملی کارروائی کرینگے۔ ورنہ فیشن و تہذیب کے مردہ قالب میں جان ڈالدینگے ۰

پھر سیالکوٹ میں خواجہ غلام احمد صاحب کا دم غنیمت ہے آپ مقامی مسلمانوں میں سے نوجوان ہیں۔ مذہبی جوش و غیرت سے انکا ہر ایک رگ و ریشہ بھرا ہوا ہے۔ یہ آپ ہی کی طفیل تھا کہ سیالکوٹ کے مباحثہ کا وجود ظہور میں آیا۔ پادری کمنگس صاحب تو اندنوں یورپ کو گئے ہوئے تھے۔ مگر ان کی جگہ مسٹر سٹوارٹ صاحب گورداسپور نے تمام انتظام نہایت عقلمندی اور محنت سے انجام دیا۔ ہر وقت موٹر لیکر ساتھ ہمراہ عملی حصہ لیتے رہے۔ آپ جوان اور پھر جوان ہمت انگریز ہیں ۰

مرزائی اس مباحثہ سے کیوں بھاگے۔ وہ ایک ایسا نسخہ ہے جو اگر ہمارے منادوں اور مسیحیوں کو ہاتھ لگ جائے تو مرزائی اُن پر ہرگز ہرگز حملہ نہ کرینگے۔ چند ایک گریں جنکو حجاب کریم مفت یا برائے نام قیمت پر مسیحیوں اور منادوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ چند کریم النفس اور غیرتمند مسیحیوں نے اس فنڈ میں امداد کی ہے مگر جب تک کافی تعداد میں روپیہ جمع نہیں ہو جاتا تو زیادہ بہت فائدہ نہیں ہوسکتا۔ لہذا کم از کم ۱۵۰ روپیہ کی رقم پوری کرنے کے لئے آٹھ روپیہ وغیرہ جس قدر ہوسکے پتہ ذیل پر بھیجکر ثواب دارین حاصل کرینگے۔ بیسیوں دینوں کی کتابوں سے وہ بات حاصل نہ ہوسکیگی جو مرزائیوں کو لاجواب کرکے بھگانے کی اس مجوزہ پمفلٹ میں درج ہونے والی ہے۔ امداد کرنے کیلئے یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کے نام پر دینے میں بہت جلدی کام لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مرزائی ہر جگہ مسیحیوں کو تنگ کررہے ہیں۔ بیچارے غریب منادیہ کہنے پر مجبور ہونگے کہ ساری قوم سے ڈیڑھ سو روپیہ کی امداد بھی دینی کام میں نہیں ہوسکی۔

میرا خیال ہے کہ ایسا موقعہ ہمارے دوست ہرگز نہ دینگے بلکہ بہت جلد منی آرڈر ارسال کرکے اس کام کو انجام دینے میں مدد دینگے۔ اگر تھوڑی رقم ملی تو اتنی ہی تعداد میں چھپوا کر ہم پمفلٹ تقسیم کردینگے۔ اور غریبوں کو کہدینگے کہ خدا سے دعا مانگو کہ کافی تعداد چھپا کرنے کے لئے وہ کسی خاص شخص یا کچھ اشخاص کو پیدا کردے۔ جو مسیح کے نام کو جلال دینے کے لئے سو ڈیڑھ سو روپیہ کی بالکل پرواہ نہ کریں۔ مسیحی دوستو ڈیڑھ سو روپیہ جلد پورا کردو۔ ایک قوم کے لئے یہ کوئی بھی بڑی بات نہیں۔ ترسیل امداد پتہ ذیل پر ہو۔

ایم۔ کے۔ خان مہاں سنگھ باغ۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔